ادارہ

مدیر ترجمان" کا "نوائے وقت" کو انٹرویو!

چند اہم نکات

مدیر ترجمان" جناب علامہ احسان الٰہی ظہیر نے "نوائے وقت" کے جناب سید انور قدوائی کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا :

● اسلام ایک انتہائی جدید، ترقی یافتہ اور تمام ادوار کے تقاضوں کو پورا کرنے والا دین ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ باقی تمام مذاہب سے اسے زمان و مکان کی حد بندیوں سے ماورا رکھا گیا ہے۔ نہ اس کا دائرہ کار کسی خاص مکان تک محدود ہے اور نہ ہی کسی زمان تک، بلکہ یہ ایک ایسا آفاقی عالمگیر نظام ہے جو تمام اقوام، تمام زمینوں اور تمام زمانوں پر محیط ہے۔ اس لئے اس کی تعلیمات ایسی ہیں کہ وہ ہر طبقہ، ہر قوم اور ہر دور کے لئے قابلِ عمل اور سرچشمۂ رشد و ہدایت ہیں۔

● اسلام آج چودہ صدیاں گذرنے کے بعد بھی اسی طرح ترو تازہ، تابندہ و رخشندہ ہے جس طرح پہلے تھا ـــــ جب بھی کسی قوم نے کسی بھی خطۂ زمین پر اسے نافذ کیا، تاریخ شاہد ہے کہ وہ قوم بالا و بلند ہو گئی ـــــ اور جنہوں نے اپنا رشتہ اس سے توڑ دیا اور اس کے ضابطۂ حیات کو ماننے سے انکار کر دیا، وہ بلا نظام اور بلا دستور العمل اندھیروں اور پستیوں میں گرتی چلی گئی۔

● اگر آج ملک میں مکمل طور پر حدود اللہ اور تعزیرات اسلامی نافذ کر دی جائیں تو امن و امان کے لحاظ سے یہ ملک ایک مثالی ملک بن جائے گا۔

● ماضی میں جب مختلف اقوام نے اسلام کو اپنایا تو وہ بلندیوں سے ہمکنار ہوئیں اور اس کو پس پشت ڈالا تو بلندیاں پستیوں میں تبدیل ہو گئیں ـــــ آج کا دور بھی بالکل سابقہ ادوار کی طرح، حالات اور تقاضوں کے معمولی اختلاف کے ساتھ اسلام کی راہنمائی اور رہبری میں اسی طرح ہم کاب ہے جس طرح پہلے تھا ـــــ اقتصادی مسائل سے لے کر سیاسی مسائل تک، معاشرتی مسائل سے لے کر عمرانی

مسائل تک زندگی کا کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں ہے جس میں آج بھی اسلام کی تعلیمات مکمل طور پر انسان کی راہنمائی نہ کرتی ہوں، تجارت وصنعت میں آج بھی اگر اسلامی ضابطوں کو اپنا یا جائے تو بے ایمانی، لوٹ کھسوٹ، منافع خوری، سمگلنگ اور فریب دہی کا مکمل طور پر خاتمہ ہو سکتا ہے۔ سیاست میں اسے اپنا رہبر سمجھ لیا جائے تو جھوٹ، منافقت، ریاکاری مکمل طور پر سیاسی لعنت سے خارج ہو سکتی ہے ــــــ انصاف کے ایوانوں میں اسے سجا دیا جائے تو ظلم وستم، استحصال اور غریب کشی مکمل طور پر ختم ہو سکتی ہے ــــــ انتظامی انصرام مملکت میں اس کی بالاتری تسلیم کرلی جائے تو جبر، تشدد، ناانصافی، زیردستوں اور بالادستوں کی آویزش، عوام اور حکمرانوں کے درمیان فاصلوں کو ختم کیا جاسکتا ہے اور معاشرہ میں اس سے اخوت، رواداری، تیموں، بیواؤں کی پرورش، کفالت اور مظلوموں کی دادرسی ہو سکتی ہے ــــــ!

جدید تقاضے:

"جدید تقاضوں" کی یہ اصطلاحیں جدید تعلیمیافتہ ناپختہ ذہنوں کو گمراہ کرنے کے لئے وضع کی گئی ہیں ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جب سے انسانیت وجود میں آئی ہے، یہی مسائل اور یہی تقاضے رہے ہیں ۔ نہ جانے "عصر حاضر" اور "دورِ جدید،" کہاں سے ٹپک پڑے ہیں؟ ــــــ یہ موٹے موٹے الفاظ صرف مغرب نے مشرقی اقوام کو مسحور و مرعوب کرنے کے لئے تراشے ہیں ۔ جنہیں مشرق کے روحانی ماحول میں ملحدوں نے اور بے دین عناصر نے نمایاں اور عام کیا ــــــ اگر جدید دور کے تقاضوں سے سائنس کی ترقی مقصود ہے تو اسلام کے ہر دور میں اس کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے، اور اسلام نے پہلے دن سے اپنے پیروکاروں کو ان کے حصول کی تلقین کی ہے ۔ اگر اس سے مراد آجر و اجیر اور مزارع و زمیندار کے معاملات اور ملازم و مالک کے رابطے مقصود ہیں تو اسلام نے ان کے لئے قواعد پہلے ہی دن سے وضع کر دیئے ہیں ۔ اور آج تک دنیا کا کوئی نظام ان سے بہتر اصول و قواعد وضع نہیں کر سکا ہے ۔

اشتراکیت جو مزدور، مزارع اور ملازم کی حمایت کی دعویدار ہے، اس میں بھی مزدور، ملازم و مزارع کے لئے وہ تحفظات نہیں دیئے گئے جو اسلام نے انہیں عطا کئے ہیں ــــــ آپ دنیا کے کسی خطہ کے مزدوروں، اجیروں اور مزارعوں کا دستور اٹھا کر دیکھ لیں، اس میں کہیں آپ کو یہ نہ ملے گا کہ :

"اے بالادستو! زیردستوں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو،"

وہی سہولتیں مہیا کرو جو تمہیں حاصل ہیں۔ اور مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔"

اور یہ کہ :

"وہ آزاد ہیں، ماؤں نے انہیں آزاد جنا ہے، کوئی انہیں غلام بنانے اور سمجھنے کی جسارت نہ کرے ——— "تم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں، تم اس طرح برابر ہو جس طرح ایک کنگھی کے دندانے برابر ہوتے ہیں، تمہارے اور ان کے درمیان بھائی چارہ کا رشتہ ہے۔ کوئی اونچ نیچ نہیں۔ کوئی بڑائی چھوٹائی اور کوئی بالا دستی، زیر دستی نہیں ہے"

اشتراکیت میں مزدور اور کسان کا نام لے کر انہیں غلامی میں جکڑ دیا جاتا ہے اور چاہے وہ کتنے جفاکش کیوں نہ ہوں، انہیں مالکانہ حقوق عطا نہیں کئے جاتے جبکہ اسلام آج کے مزدور کو کل کا مالک، آج کے آجر کو کل کا اجیر اور آج کے مزارع کو کل کا زمیندار بنانے کی راہ ہموار کرتا ہے۔

- اسلام اور دورِ جدید کے تقاضوں کے داعیوں کے درمیان بنیادی اور اصولی فرق یہ ہے کہ اسلام ہر طبقہ کو ذہنی، اخلاقی، قانونی اور سیاسی طور پر ایک ہی سطح پر رکھتا ہے اور ان میں کوئی فرق نہیں کرتا۔ غریب، مزدور، کسان ہوتے ہوئے سب اتنی ہی طاقت و قوت کے مالک ہیں جتنی طاقت و قوت کے مالک زمیندار اور سرمایہ دار ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

- اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ملک کے نظامِ عدل میں تبدیلیاں کرنا ہوں گی تاکہ غیر اسلامی نظام اور جو خرابیاں جاری قوانین میں پائی جاتی ہیں، ان کو دور کیا جا سکے اور ہر ایک کے لئے انصاف کا حصول ممکن ہو سکے ——— ایک ایسا نظامِ عدل قائم کیا جائے جس میں ایک عام شہری اٹھ کر حکمران اور سربراہِ مملکت کا محاسبہ کرنے اور اس پر سوالات و اعتراضات کرنے کی طاقت و جراءت رکھتا ہو۔ اور جس نظامِ عدل میں ملک کی کسی بھی بڑی سے بڑی شخصیت کو قانون سے بالاتر اور ایوان ہائے انصاف سے بلند تر قرار نہ دیا جائے۔ کیونکہ جب تک انصاف کی ان قدروں کو جن کا تصور صرف اور صرف اسلام نے پیش کیا ہے، رائج نہ کیا جائیگا، اس وقت تک امیر و غریب کے درمیان قانونی مساوات قائم نہیں ہو سکتی اور وہ معاشرہ تشکیل نہیں پا سکتا جسے مثالی معاشرہ کہا جا سکتا ہو۔

- ابتدائی سے لیکر انتہائی درجوں تک تعلیمی نصاب میں خوبصورت انداز سے نظریاتی پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی خاص ضرورت ہے تاکہ بچپن ہی سے نئی نسل کے اذہان میں اسلام مکمل طور پر پختہ ہو جائے تاکہ وہ ایک صالح و نیک معاشرہ کی تکمیل و تشکیل میں مؤثر کردار ادا کر سکے۔

● تجارت، صنعت، زراعت اور دیگر شعبوں میں بھی معقول حد بندیاں قائم کرنی ضروری ہیں کہ حلال و حرام کی تمیز رہے۔ جب تک کوئی قوم حلال نہ کھائے، تب تک اس قوم سے اچھے کردار اور سیرت کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

● غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور غیر انسانی سیاست کو ختم ہونا چاہیئے ـــــ ملک کی دیہی آبادی میں رسہ گیر، چور، لٹیرے کو سردار سمجھا جاتا ہے اور یہی سیاسی مناصب حاصل کرتے ہیں ـــــ مسٹر بھٹو غریبوں کی کایا پلٹنے اور انہیں جراتِ گفتار دینے آئے تھے، ان کے دور میں ان لوگوں کو اور اونچا کیا گیا۔

● معاشرہ و سیاست میں غریبوں کو اعلیٰ مقام اسی صورت میں مل سکے گا جب اسلام کی درخشندہ تعلیمات کو عام کیا جائے اور عوام کو اس سے آگاہی بخشی جائے کہ غربت و امارت، شرف و ذلت کی علامت نہیں بلکہ اصل بنیاد پاک دامنی، نیکی، انسانی ہمدردی اور عمدہ اخلاق سے آراستگی ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ اسلامی نظام کو سیاست میں عملی طور پر داخل کیا جائے اور لوگوں کی سیاسی نشوونما اسی مبارک نظام کے تحت کی جائے۔

اسلامی تعزیرات اور کوڑوں کی سزا:

اس سلسلہ میں آجکل خاصا انتشار پایا جاتا ہے اور پڑھے لکھے صاحب بصیرت بھی اس ضمن میں معذرت خواہانہ انداز اختیار کئے ہوئے ہیں۔ کئی علماء کرام تک یہ بات کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ اسلامی تعزیرات اس وقت نافذ کی جائیں گی جب معاشرہ صالح ہو جائے گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر معاشرہ صالح ہو جائے تو کیا پھر پاکبازوں کو کوڑے مارے جائیں گے یا نیکوں کو تعزیرات کے شکنجے میں کسا جائیگا؟ جبکہ تعزیرات سے مقصد ہی معاشرہ کی اصلاح کرنا ہے ـــــ جب ہم اسلامی اصول و ضوابط کی بات کرتے ہیں تو ان کی روشنی و رہنمائی میں معاشرہ کو درست کرنے کے لئے مختلف عوامل حرکت میں لانے پڑتے ہیں۔ جن میں سے ایک اسلامی تعزیرات بھی ہیں تاکہ بے راہ لوگوں کو ان کے خوف سے درست کیا جا سکے۔

اگر معاشرہ کی درستگی کے لئے اسلامی سزاؤں کو نافذ کرنا بے انصافی ہے تو پھر تعزیرات ہند و پاک یا رومن لاء کے تحت مختلف جرائم پر سزائیں دینا کس حد تک درست ہے! ـــــ کیا لوگوں کے خیال میں ایک قاتل کو اس لئے قتل کی سزا نہیں دینی چاہیئے کہ معاشرہ ابھی درست نہیں ہوا! یا اسی طرح چور اور ڈاکو کو کھلی چھٹی دے دی جاتے؟ ـــــ کیا ایسے انسان نما بھیڑیئے جو معصوم بچیوں کی عصمتیں لوٹتے اور انہیں بے آبرو کرتے ہیں، اس لئے قابل معافی ہیں کہ ابھی اسلام کا مکمل نظام رائج نہیں؟

——— آخر اسلامی تعزیرات سے خوف کیا ہے ؟

مجھے یہ بات آج تک سمجھ میں نہ آسکی کہ کون سی ایسی سزا ہے جس سے بڑی سزا دوسرے قوانین میں موجود نہیں۔ یہ بات کہنا کہ مغرب والے انہیں وحشیانہ سزائیں کہتے ہیں، اس لئے ان کا ذکر نہ کیا جائے، انتہائی بزدلی اور جہالت ہے۔ جب کہ مغرب کا تمام معاشرہ فحاشی و عریانی میں ملوث ہے اور انتہائی حد تک اخلاقی عیوب کی پستیوں میں گر چکا ہے۔ اگر ہاتھ کاٹنا وحشیانہ فعل ہے تو گردن کاٹنا وحشیانہ فعل کیوں نہیں ہے، کیا مغرب میں پھانسی کی سزا ختم کر دی گئی ہے؟ کیا قصاص کی کرسی کو فراموش کیا جاسکتا ہے! اور پھر اگر کوئی درندہ صفت کسی شریف دوشیزہ کی زندگی تباہ کر دے تو اس میں کوئی وحشیانہ پن نظر نہیں آتا؟ اگر ایسے ظالم کو سو کوڑے مارے جاتے ہیں تو اس پر کہا جاتا ہے کہ یہ وحشیانہ بات ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چور کسی کی عمر بھر کی کمائی سے اس کو محروم کر دے، کسی غریب یا بے سہارا بچی کا جہیز اڑالے جائے تو اس میں کوئی بہیمیت نہیں۔ لیکن ایسے شخص کے ہاتھ کاٹنے پر انسانی ہمدردی کی دہائی دی جانے لگتی ہے۔

میں ایمانداری سے یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اسلامی تعزیرات کو معاشرہ میں اپنا لیا جائے تو معاشرہ جرائم سے بالکل پاک صاف ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے ۱۹۶۵ء میں دولتِ مشترکہ کے ماہرین قانون کی ایک کانفرنس منعقدہ سڈنی میں اس بات کا برملا اظہار غیر مسلم قانون دانوں کی طرف سے کیا گیا کہ دنیا میں بڑھتے ہوئے اور پھیلے ہوئے جرائم کی سرکوبی اور استحصال کو ختم کرنے کے لئے اگر کوئی قانون مؤثر ہو سکتا ہے تو وہ اسلامی نظامِ عدل اور اسلامی حدود و تعزیرات ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں ریاض میں ایک کانفرنس میں بین الاقوامی شہرت کے مالک قانون دانوں نے اس بات کا اعتراف و اظہار اور اعلان کیا کہ دنیا میں اس وقت تک جرائم کا خاتمہ نہیں ہو سکتا جب تک دنیا والے اسلامی تعزیرات کو اپنا نہیں لیتے۔ اور فرانس کے ایک ماہر قانون دان نے کہا کہ مغربی ممالک کو اسی طرح حدود و تعزیرات اسلام سے مستعار لینے چاہئیں جس طرح مشرق نے سارے قوانین و ضوابط مستعار لئے ہیں۔

● اگر ملک میں حدود اللہ نافذ کر دی جائیں تو معاشرہ امن و امان کا گہوارہ بن جائے گا کہ لوگ بے دھڑک اپنے مکانوں کو کھلا چھوڑ کر اطمینان و سکون کی نیند سو سکیں گے۔

● سعودی عرب میں اجتماعی جرائم کا کوئی وجود نہیں ہے اور سزائیں بھی اجتماعی مظاہر جرائم پر ہوتی ہیں۔

● اگر پاکستان میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نافذ کر دی جائے تو آٹھ دس سے زائد ہاتھ نہیں کٹیں گے اور یہ برائی جڑ سے ختم ہو جائے گی۔

● جس معاشرہ میں اسلامی تعزیرات کو نافذ کیا گیا، جرائم اس طرح ختم ہو گئے کہ گویا اس سرزمین سے کبھی آشنا ہی نہ تھے۔

●

ترجمان کی ایجنسیاں

○ ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
○ میسرز خلیق نیوز ایجنسی، موڑ ایمن آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔
○ محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، بازار ناندلیانوالہ ضلع لائلپور۔
○ حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا، تحصیل و ضلع راولپنڈی۔
○ مولانا محمد عبداللہ صاحب، خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
○ کتب خانہ دہلویہ، ۳۰۔ النور مارکیٹ، اردو بازار گوجرانوالہ۔
○ منشا بکسٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
○ خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان۔
○ حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور، تحصیل بازار، بہاولنگر
○ مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر۔
○ محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹، سرگودھا۔
○ مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد ایبن پور بازار، لائلپور۔
○ میاں عبدالرحمان حماد صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث، قبولہ ضلع ساہیوال۔
○ محمود برادرز کریانہ مرچنٹس، چوک بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔